ریسرچ اینڈ پبلی کیشن سیکشن
ڈائریکٹوریٹ آف موٹیویشن اینڈ ریلی جیئس آفیرز
ائیر ہیڈکوارٹرز پشاور

اپریل ۲۰۱۳

الاستفتاء

محترم ناظم دارالافتاء دارالعلوم کراچی

السلام علیکم!

اللہ تعالیٰ آپ کو ایمان وصحت کی بہترین حالت میں رکھیں۔ امین

مہربانی فرما کر درج ذیل مسئلے کے بارے میں قرآن وسنت، اُسوۂ حسنہ اور اُسوہ صحابہؓ کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

کیا اسلامی ریاست میں ذمیوں کی عبادت گاہوں کو محض تحفظ حاصل ہے یا مساجد کی طرح اُن کی تعمیر ومرمت اور دیکھ بھال بشمول متعلقہ ضروریات کی فراہمی بھی ریاست کی ذمہ داری ہے؟

اگر ریاست یا ریاستی ادارے سرکاری فنڈز سے مذکورہ کام کرنا چاہیں تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟

پاک فضائیہ میں مساجد کی تمام ضروریات ادارے کی طرف سے مہیا کی جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں چرچ بھی موجود ہیں کیا عیسائیوں کی تالیف قلب کے لیے ادارے کی جانب سے اس سلسلے میں ان کی مدد کی جاسکتی ہے؟

مہربانی کر کے مفصل اور باحوالہ جواب سے مستفید فرمائیں۔

دارالافتاء
فتوی نمبر ۳۹/۱۵۶۷
مورخہ

دعاگو

[redacted]

فلائنگ آفیسر

برائے ڈائریکٹر آف موٹیویشن اینڈ ریلی جیئس آفیرز

فون نمبر [redacted]

facebook.com/m.asim1080

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا ومصلیاً

اسلامی ریاست کا ذمیوں کی عبادت گاہوں کی تعمیر یا مرمت کروانا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ گناہ اور کفر کے کام میں تعاون کرنا ہے، اس لئے اسلامی ریاست اگر ذمیوں کے ساتھ ذاتی طور پر احسان کا معاملہ کرنا چاہے تو یہ ایک مستحسن فعل ہے جائز مرغوب اور اس کی ترغیب بھی دی گئی ہے اور اسلامی ریاست محتاج ذمیوں کی مدد کر سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن اسلامی ریاست کو ذمیوں کے ساتھ کفر یا گناہ یا اُن کی عبادت کے کام میں تعاون کی اجازت نہیں ہے۔

القرآن الكريم[المائدة: 2]

{وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (2)}

بحوث في قضايا فقهيه معاصرة للشيخ تقي العثماني ص 264

ولكن البغيض انما هو الكفر أو عدم الايمان **والأعمال التي تنافي مقتضاه** وليس الكفار أو غير المسلمين من حيث ذواتهم........ ولا يقتصر تعامل المسلمين مع غيرهم في حالة الأمن علي إقامة العدل والوفاء بالعهد وانما يبلغ الي حد المواساة والإحسان قال الله سبحانه وتعالي : {لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ } [الممتحنة: 8]

ومن ذالك ما روي في الأحاديث الصحيحة أن المشركين من أهل مكة أصابهم قحط شديد أكلو فيه العظام والجلود فجاء أبو سفيان وهو كافر الي رسول الله صلي الله عليه وسلم فقال أبو سفيان وهو كافر ألي رسول الله صلي الله عليه وسلم فقال أي محمد !ان قومك هلكو فادع الله أن يكشف عنهم فاستسقي لهم رسول الله صلي الله عليه وسلم فنزل عليهم المطر وانكشف بلاء القحط، وعن أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنها قالت: قدمت أمي وهي مشركة، في عهد قريش ومدتهم إذ عاهدوا النبي صلى الله عليه وسلم، مع ابنها، فاستفتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت: إن أمي قدمت وهي راغبة؟ أفأصلها؟ قال: «نعم، صلي أمك»

وقال الامام محمد بن حسن الشيباني رحمه الله تعالي في السير الكبير :

(جاری ہے.....)

دار الافتاء
facebook.com/m.asim1080

''عن أبي مروان الخزاعي قال: قلت لمجاهد: رجل من أهل الشرك بيني وبينه قرابة، ولي عليه مال، أدعه له؟ قال: نعم، وصله.

وبه نأخذ فنقول: لا بأس بأن يصل المسلم المشرك قريبا كان أو بعيدا، محاربا كان أو ذميا لحديث «سلمة بن الأكوع قال: صليت الصبح مع النبي - صلى الله عليه وسلم - فوجدت مس كف بين كتفي، فالتفت فإذا رسول الله - صلى الله عليه وسلم - فقال: هل أنت واهب لي ابنة أم قرفة؟ قلت: نعم. فوهبتها له. فبعث بها إلى خاله حزن بن أبي وهب، وهو مشرك وهي مشركة. وبعث رسول الله - صلى الله عليه وسلم - خمس مائة دينار إلى مكة حين قحطوا، وأمر بدفع ذلك إلى أبي سفيان بن حرب وصفوان بن أمية ليفرقا على فقراء أهل مكة. فقبل ذلك أبو سفيان، وأبى صفوان وقال: ما يريد محمد بهذا إلا أن يخدع شباننا».''....... واللہ تعالی اعلم بالصواب

محمد اکرام الحق

محمد اکرام الحق عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۳ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ

۹ اکتوبر ۲۰۱۳ء

الجواب صحیح
۳/۱۲/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۳/۱۲/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف عفا اللہ عنہ
۳/۱۲/۱۴۳۴ھ

دارالافتاء
فتوی نمبر ۳۹/۱۵۷۲
مورخہ ۳/۱۲/۱۴۳۴ھ
۹/۱۰/۲۰۱۳
جامعہ دارالعلوم کراچی

مفتی
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

facebook.com/m.asim1080

دار الاسلام میں غیر مسلمین کو نئی عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں:

سوال: کیا اسلامی ریاست میں غیر مسلم اپنی عبادت گاہیں تعمیر کر سکتے ہیں؟ واضح رہے کہ نئی عمارت کی تعمیر مقصود ہے، بیّنوا توجروا،

الجواب باسم ملهم الصواب

غیر مسلمین کو دار الاسلام میں نئی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت نہیں، پرانی عبادت گاہیں باقی رکھ سکتے ہیں، اُن کی مرمت بھی کر سکتے ہیں، مگر قدیم عمارت پر اضافہ نہیں کر سکتے، اسی طرح ان کا کوئی شہر فتح ہونے کے وقت اس میں اگر کوئی عبادت گاہ ویران تھی تو اسے از سرِ نو آباد کرنے کی اجازت نہیں۔ قال العلامة العثمانی رحمه الله تعالی معزیا لاصحاب الحدیث حدثنا عبد الله بن صالح عن اللیث بن سعد حدثنی توبة بن النمر الحضرمی قاضی مصر عمن اخبره قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لاخصاء فی الاسلام ولا کنیسة رواه ابو عبید فی الاموال وتوبة بن النمر قال الدارقطنی کان فاضلا عابدا (تعجیل المنفعة) فالحدیث حسن الاسناد مرسل وجهالة الصحابی لا تضر واخرجه البیهقی فی سننه عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما مرفوعا وضعفه واخرجه ابن عدی فی الکامل عن عمر رضی الله تعالی عنه مرفوعا باسناد ضعیف (زیلعی) وتعدد الطرق یفید الحدیث قوة،

حدثنی ابو الاسود عن ابن لهیعة عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الخیر قال قال عمر بن الخطاب رضی الله تعالی عنه لا کنیسة فی الاسلام ولا خصاء، رواه ابو عبید ایضا وسنده حسن وابو الخیر هو مرثد بن عبد الله الیزنی المصری ثقة فقیه من الثالثة (تقریب) ورواه ابن عدی عن عمر رضی الله تعالی عنه مرفوعا بلفظ لا یبنی کنیسة فی الاسلام ولا یجدد ما خرب منها (التلخیص الحبیر) وسکت الحافظ عنه۔

وفی الحاشیة وتجدید ما کان خرابا عند الفتح احداث ایضا فیمنع منه وهو محمل ما رواه ابن عدی بلفظ ولا یجدد ما خرب منها واما ما کان عامرا عند الفتح وخرب بعده فتجدیده بناء لما استهدم فاشبه بناء بعضها اذا انهدم ورم شعثها فلا یرد علینا ما اورده الموفق فی المغنی ص۶۱۲ ج۱۰ (اعلاء السنن ص۳۶۸ ج۱۲)

وقال فی التنویر ولا یجوز ان یحدث بیعة ولا کنیسة ولا صومعة ولا بیت نار ولا مقبرة فی دار الاسلام ویعاد المنهدم من غیر زیادة علی البناء الاول (رد المحتار ص۲۷۹ ج۳)

فقط والله تعالی اعلم

۴ صفر سنہ ۱۴۰۰ھ

اسلامی ممالک میں غیر مسلموں کے لیے نئی عبادت گاہیں بنانے کا حکم

سوال:۔ ایک اسلامی مملکت میں جب غیر مسلم رہائش پذیر ہوں تو کیا ان کو اپنے لیے نئی عبادت گاہیں بنانے کی شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ کسی بھی اسلامی مملکت میں رہائش پذیر غیر مسلموں کو اپنے لیے نئی عبادت گاہیں بنانے کی شرعاً اجازت نہیں دی جاسکتی، البتہ ان کی سابقہ عبادت گاہوں کی حفاظت کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

لما قال العلامة التمرتاشی رحمہ اللہ: ولا یحدث بیعةٌ ولا کنیسةٌ ولا صومعةٌ ولا بیت نار ولا مقبرة فی دار الاسلام ولو قریة فی المختار۔

(تنویر الابصار علی هامش رد المحتار ج ۴ ص ۲۹۶ کتاب الجهاد، فصل فی الجزیة) ـ ۱

اسلامی ملک میں غیر مسلموں کا نئی عبادت گاہ بنانا

سوال:۔ دارالاسلام میں غیر مسلم اپنے لیے نئی عبادت گاہ تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب:۔ دارالاسلام میں غیر مسلموں کو نئی عبادت گاہ تعمیر کرنے کی اجازت نہیں تاہم پرانی عبادت گاہیں باقی رکھ سکتے ہیں اور ان کی مرمت وغیرہ بھی کر سکتے ہیں لیکن کسی بھی قدیم عبادت گاہ میں اضافہ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اگر کسی شہر میں غیر مسلموں کی کوئی عبادت گاہ ویران ہو جائے تو اسے از سر نو آباد کرنے کی بھی اجازت نہیں۔

کما فی الهندیة: ان اراد اهل الذمة احداث البیع والکنائس او المجوس احداث بیت النار ان ارادو ذلك فی امصار المسلمین وفیما کان من فناء المصر منعوا عن ذلك عند الکل۔ (الفتاوی الهندیة ج۲ ص۲۴۷ کتاب السیر، الباب الثامن فی الجزیة) لـه

دارالاسلام میں غیر مسلمین کو نئی عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں

سوال...... کیا اسلامی ریاست میں غیر مسلم اپنی عبادت گاہیں تعمیر کر سکتے ہیں؟ واضح رہے کہ نئی عمارت کی تعمیر مقصود ہے۔ بینّوا توجروا۔

الجواب باسم ملهم الصواب غیر مسلمین کو دارالاسلام میں نئی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت نہیں، پرانی عبادت گاہیں باقی رکھ سکتے ہیں۔ ان کی مرمت بھی کر سکتے ہیں، مگر قدیم عمارت پر اضافہ نہیں کر سکتے، اسی طرح ان کا کوئی شہر فتح ہونے کے وقت اس میں اگر کوئی عبادت گاہ ویران تھی تو اسے ازسرنو آباد کرنے کی اجازت نہیں۔ **قال العلامة العثمانی رحمه الله تعالیٰ معزيا الاصحاب الحديث حدثنا عبدالله بن صالح عن الليث بن سعد حدثنی توبة بن النمر الحضرمي قاضي مصر عمن اخبره قال قال رسول الله ﷺ لاخصاء فی الاسلام ولا كنيسة رواه ابوعبيد في الاموال و توبة بن النمر قال الدار قطنی كان فاضلاعابدا (تعجيل المنفحة) فالحديث حسن الاسناد مرسل وجهالة الصحابی لا تضرو اخرجه البيهقی فی سننه عن ابن عباسؓ مرفوعا وضعفه واخرجه ابن عدی فی الكامل عن عمر رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعًا باسناد ضعيف (زيلعی) و تعدد الطرق بفيد الحديث قوة.**

حدثنی ابو الاسود عن ابن لهيعة عن يزيد بن ابی حبيب عن ابی الخير قال قال عمر بن الخطابؓ لا كنيسة فی الاسلام ولاخصاء، رواه ابو عبيد ايضاً و سنده حسن و ابو الخير هو مرثد بن عبدالله اليزنی المصری ثقة فقيه من الثالثة (تقريب) ورواه ابن عدی عن عمرؓ مرفوعًا بلفظ لايبنی كنيسة فی الاسلام ولايجد ماخرب منها (التخليص لاجبير) وسقط الحافظ عنه.

وفی الحاشية و تجديد ماكان خرابا عندالفتح احداث ايضاً فيمنع منه وهو محمل مارواه ابن عدی بلفظ ولا يجدد ماخرب منها واما ماكان عامرا عندالفتح و خرب بعده فتجدديده بناء لما استهدم فاشبه بناء بعضها اذا انهدم ورم شعثها فلا يردعلينا ما اورده الموفق فی (المغنی ص ۶۱۲ ج ۱۰ اعلاء السنن ص ۳۶۸ ج ۱۲) وقال فی التنوير ولا يجوز ان يحدث بيعة ولا كنيسة ولا صومعة ولا بيت نارولا مقبرة فی دارالاسلام ويعاد المنهدم من غير زيادة علی البناء الاوّل (ردالمحتار ص ۲۹۶ ج ۳ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۴ صفر سنہ ۱۴۰۰ھ (احسن الفتاویٰ ج ۶ ص ۱۹۔۲۰)

اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کی نئی عبادت گاہ تعمیر کرنے کا حکم

سوال...... کیا اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب کی اعلانیہ تبلیغ کریں یا کوئی نئی عبادت گاہ تعمیر کریں یا اپنے مذہب کے مطابق جملہ رسومات ادا کرتے رہیں۔

الجواب...... ایک اسلامی مملکت میں مسلمان حاکم پر لازم ہے کہ غیر مسلم اقلیت کی جان و مال کا تحفظ کرے، لیکن شریعت نے غیر مسلموں کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ بازاروں اور حجروں اور دیگر پبلک مقامات میں اپنے مذہب کا پرچار کریں، غیر مسلموں کی عبادت اپنے گھروں اور اپنی قدیم عبادت گاہوں (مندروں، گرجا گھروں اور چرچوں) تک محدود رہے گی۔ اسی طرح غیر مسلم اپنے لیے کوئی نئی عبادت گاہ تعمیر نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی نیا قبرستان یا اپنے مردوں کو جلانے کے لیے کوئی نئی جگہ تعمیر کر سکتے ہیں۔